مدارس سے چشم پوشی چہ معنی دارد؟

① پنجاب حکومت کے زیراہتمام صوبائی تعلیمی اداروں میں تقریری وتحریری مقابلے انعقاد پذیر ہیں، تاکہ نہالانِ قوم کی خوابیدہ صلاحیتوں کو جلا بخشی جاسکے۔ طلبہ ان میں اپنی قوت گویائی اور زورِ قلم کا خوب خوب اظہار کررہے ہیں۔ پروگرام کے مطابق سکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ شریک مقابلہ ہیں۔ مقابلہ جات تحصیل، ڈویژن اور صوبائی سطح پر منعقد ہورہے ہیں۔ انعام میں پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے باصلاحیت طلبہ کو ترتیب وار ۲لاکھ، ڈیڑھ لاکھ اور ایک لاکھ روپے کی خطیر رقم دی جائے گی۔ علاوہ ازیں متعلقہ ادارے کو بھی ایک لاکھ روپے کے اعزازی انعام سے نوازا جائے گا۔

② اس خطہ پاک میں عرصہ بعد، تعلیمی اداروں کی سرپرستی میں حکومت مستعدی دکھارہی ہے۔ یقیناً یہ ایک خوش آئند خبر ہے، کیونکہ قریباً ڈیڑھ صدی قبل برصغیر کے تعلیمی اداروں کو سامراج نے جبراً حکومتی سرپرستی سے محروم کردیا تھا، جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ صرف پندرہ سال کے اندر اندر آبادی میں خواندگی کی شرح ۳.۴ فیصد رہ گئی، حالانکہ مغلیہ دورِ حکومت میں خواندگی کی شرح ۶۰ فیصد کے قریب پہنچ چکی تھی۔ اس کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ مسلم دورِ حکومت میں تعلیمی اداروں کی مکمل سرکاری اعانت ہوتی تھی، جبکہ برطانوی استعمار نے ان اداروں کے لئے وقف شدہ تمام جاگیریں ضبط کرکے تعلیم کی معاشی ناطقہ بندی کردی جس سے علم وآگہی کے چشمے خشک ہوکر رہ گئے۔

③ حکومت پنجاب کا یہ ایک مستحسن اقدام ہے۔ قبل ازیں بھی وزیراعلیٰ پنجاب نے امتحانات میں نمایاں کارکردگی پر طلبہ میں انتہائی پرکشش انعامات تقسیم کئے تھے، جو پاکستانی تاریخ کا ریکارڈ بھی ہے اور ان کے علم پرور ہونے کا بین ثبوت بھی۔ اُمید کی جاسکتی ہے کہ ان

اقدامات سے غریب والدین کے تعلیمی رجحان میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا جو معاشی مسائل کی وجہ سے اپنے باصلاحیت اولاد کو زیورِ تعلیم سے آراستہ نہیں کر پاتے۔ وفاقی حکومت کو اس انقلابی پروگرام کی بھرپور اور غیر مشروط حمایت کی یقین دہانی کرانی چاہئے اور صوبائی حکومتوں کو بھی ان تعلیمی اصلاحات میں صوبہ پنجاب کی تقلید کرنی چاہئے۔ یقیناً اس اقدام کے بہت جلد مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔

④ اس استحسان کے باوجود، ایک قابل افسوس بات یہ ہے کہ دینی جامعات و مدارس کے طلبہ کو اس تقریری وتحریری مقابلے میں شرکت کے لئے مدعو نہیں کیا گیا، حالانکہ دینی نظامِ تعلیم کا پورے ملک میں ایک وسیع نیٹ ورک ہے جو حکومتی سرپرستی کے بغیر ہی، نسل نو کو دینی تعلیم اور اسلامی تہذیب سے روشناس کررہا ہے۔ شاید یہ تہذیبِ مغرب ہی کا شاخسانہ ہے کہ جس تعلیم سے قوم کا تشخص وابستہ ہے، جس سے افکار پروان چڑھتے ہیں، جس سے نبوت کی روشنی میسر آتی ہے اور جس میں دارین کی کامیابی مضمر ہے، ہم آج اس قومی ورثے کو تعلیم کے دائرے میں شامل کرنے کے لئے ہی تیار نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طلبہ کے مقابلے میں 'طالب علم' کو شریک ہی نہیں کیا گیا، حالانکہ مدارس کے طلبہ اس کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔

⑤ مدارس کے طلبہ تین چیزوں میں ہی مہارت تامہ اور دسترس کاملہ رکھتے ہیں۔ تقریر، تحریر اور تدریس۔ جدید میڈیا دراصل انہی مہارتوں کی ارتقائی شکل ہے جس میں سرمایہ تارِ نفس کا کردار ادا کرتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں تقریر، تحریر اور تدریس کی اہمیت مسلمہ ہے۔ اسلام نے زورِ قلم کو تمدنی ارتقاء اور تحصیل علم کا لازمہ قرار دیا ہے۔ فرمایا: ﴿اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ قوتِ بیان، انسان وحیوان کے مابین طرۂ امتیاز ہے۔ اسی طرح فرمایا: ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانُ﴾ نبی کریم ﷺ نے پیشہ تدریس کا تقدس یوں بیان فرمایا ہے: «إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا» اسلام میں تحریر، تقریر اور تدریس کی اس غیر معمولی اہمیت کے پیش نگاہ، مدارس میں باقاعدہ ان کی تربیت دی جاتی ہے۔ تقریر کے لئے ہفتہ

وار بزم ادب ہوتی ہے، تحریر کے لئے ماہوار مجلّے شائع ہوتے ہیں اور تدریس کے لئے طلبہ اسباق کا باہم مذاکرہ کرتے ہیں۔ یہ بات انتہائی قابل افسوس ہے کہ مدارس کے طلبہ کو اس مقابلے میں نظر انداز کیا گیا ہے، حالانکہ وہ تقریر و تحریر میں طاق ہوتے ہیں۔

⑥ انتہائی لطف کی بات یہ ہے کہ ان مقابلوں میں جس تعداد میں بھی طلبہ حکومتی اداروں کی جانب سے شریک ہو رہے ہیں، ان کی دو تہائی تعداد اپنا ایک دینی پس منظر اور مذہبی تعارف رکھتی ہے۔ وہ حافظِ قرآن ہیں یا کسی مدرسے میں زیرِ تعلیم رہے ہیں۔ انعام یافتگان طلبہ کی ایک تہائی کا تعلق بھی اسی قبیلے سے ہے۔ سالانہ امتحانات کے حکومتی نتائج کا بھی بالکل یہی احوال ہے جس میں اکثر و بیشتر اوّل انعام یافتہ طالب علم کے نام کا ساتھ بھی خوش قسمتی سے حافظ ہی ہوتا ہے، لہٰذا ہمیں اپنے دعویٰ میں کوئی باک نہیں ہے کہ جامعات کے فیض یافتگان اور مدارس کے وابستگان طلبہ ہی حکومتی تعلیمی اداروں کی پیشانی کا جھومر ہیں۔ گویا مدارس کی زرخیز زمیں قابل عناصر کاشت کر رہی ہے۔

⑦ حکومت پنجاب سے ہماری پرزور اپیل ہے کہ جامعات و مدارس کو مقابلوں میں شامل کر کے طلبائے دین کو اس میدان میں ہنر آزمائی کا موقع دیا جانا چاہئے۔ اس میں حکومت وقت کی اعتدال روی بھی ہے اور اربابِ اقتدار کی دین پسندی بھی۔ ہماری گزارش ہے کہ اب کی بار بین المدارس مقابلہ جات کا خصوصی اہتمام کیا جائے جس میں صرف دینی مدارس کے طلبہ شریک ہوں، کیونکہ حکومتی اداروں میں یہ مقابلہ آخری مراحل میں داخل ہو چکا ہے۔ ہماری یہ بھی التماس ہے کہ آئندہ کے کسی بھی تعلیمی پروگرام میں جامعات و مدارس سے قطعاً چشم پوشی نہ کی جائے، بلکہ مقابلے کے ہر میدان میں برابری کی سطح پر طلبائے دین کو بھی شامل کیا جائے، کیونکہ وہ مقابلوں میں پنجہ آزمائی کا مکمل حوصلہ اور طاقت رکھتے ہیں اور یہ ان کا ایک بنیادی حق بھی ہے۔

ہمیں یہ تسلیم ہے کہ پاکستان میں وفاق ہائے مدارس کا تعلیمی دورانیہ یکساں نہیں ہے، جس کی وجہ سے اس نظامِ تعلیم میں کئی ایک پیچیدگیاں پائی جاتی ہیں، جن کا حکومتی تعلیمی اداروں کو

قطعاً سامنا نہیں کرنا پڑتا، تاہم غور وفکر کے بعد اس مسئلے کا بھی کوئی قابل عمل حل تلاش کیا جاسکتا ہے، خصوصاً وفاق ہائے خمسہ کے ذمہ داران سے مشاورت کرکے اس پروگرام کو حتمی شکل میں مرتب کیا جاسکتا ہے۔

<u>مقابلوں کی کامیابی کے لئے چند تجاویز حسب ذیل ہیں:</u>

① وفاقی سطح پر بجٹ میں سے ہم نصابی سرگرمیوں کے لئے ایک خطیر رقم مختص کی جائے۔

② اوّل، دوم اور سوم کے علاوہ ایک چوتھا اعزازی انعام بھی ہونا چاہیئے۔

③ مقابلوں میں نمایاں کارکردگی پر اندرون ملک تعلیم کا بالکل مفت بندوبست ہونا چاہیئے۔

④ پورے سال پر مشتمل مختلف مقابلوں کا ایک باقاعدہ جدول جاری کیا جائے۔

⑤ مصنّفین کی فائل میں موضوعی مواد، تقریری انداز اور مجموعی تاثیر کے نمبروں کی تقسیم ہو۔

⑥ بوقت ضرورت استفادہ و رجوع کے لئے ریکارڈنگ کا شفاف نظام موجود ہو۔

⑦ مقابلے کسی تعلیمی ادارے سے ملحق ہال میں قطعاً منعقد نہ ہوں۔

[آصف جاوید]

متعلم رابعہ کلیہ، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

⊙......⊙......⊙

وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ